جناب محمد یونس مَیو صاحب (ڈسکہ)

تحقیق میں حواشی و تعلیقات کی اہمیت

☆☆☆☆☆☆☆☆

قدیم اور جدید تحقیق میں حاشیہ نگاری کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ حواشی و تعلیقات وغیرہ اگرچہ متن کے باہر کا عمل تصور کیے جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کی علمی و تحقیقی کاوشوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ متن اور حواشی کا آپس میں دامن چولی کا ساتھ رہا ہے۔ کسی بھی متن کی افادیت کیلئے حواشی و تعلیقات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔" حواشی. حوالہ جات اور اقتباسات جدید تحقیق کا ایک لازمی جز تصور کئے جاتے ہیں اور ان کے بغیر کوئی تحقیق معتبر نہیں مانی جاتی۔ (۱)۔ تحقیق میں حواشی کا استعمال قدیم سے چلا آرہا ہے۔ مسلمان مفسرین نے اپنی تفاسیر اور محدثین نے احادیث کی شروح کے مشکل اور دقیق نکات کی تسہیل و تفہیم کیلئے حواشی کا استعمال کیا ہے اور یہ طریقہ بہت کامیاب رہا ہے۔ عربی کے علاوہ یہ اردو تفاسیر میں مروج ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی معروف تفسیر" بیان القرآن " (۲)۔ عربی اور اردو کے حواشی ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ یہ حواشی زیادہ تر رموز تصوف کے متعلق ہیں جنکی وجہ سے اس تفسیر میں متصوفانہ رنگ پیدا ہوگیا ہے۔ تفسیر عثمانی (۳) کا حاشیہ بہت جامع حیثیت رکھتا ہے۔ بلاد عرب میں یہ تفسیر بہت معروف ہوئی ہے۔ ڈاکٹر ولی رازی نے اسے دو جلدوں میں باقاعدہ تفسیری انداز میں لکھا ہے۔ الغرض یہ انداز تفسیر و شرح قدیم سے چلا آرہا ہے۔ پروفیسر سعیدالدین ڈار فرماتے ہیں تحقیق میں حواشی کا استعمال کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ مسلمان مفسرین نے قرآن مجید کے معانی و مطالب کو احسن طریقے پر سمجھانے کیلئے حواشی کو ذریعہ بنایا۔ (۴)۔ موجودہ زمانے کی جدید تفاسیر میں یہ طریقہ مستعمل ہے۔ مثلاً " تفہیم القرآن" کے حواشی ایک عمدہ مثال کہی جاسکتی ہے۔ وہ یوں کہ ہر صفحہ پر متن قرآن کے نیچے بامحاورہ ترجمہ (۵) پر حاشیہ لگائے گئے ہیں۔ اس تفسیر میں مختصر اور مفصل ہر دو طرح کے حواشی ملتے ہیں مثلاً سورۃ بقرہ کے کل ۳۴۲ حواشی ہیں۔ ان میں سے حاشیہ نمبر ۲۶۸ اور ۳۲۰ طویل ترین جبکہ مختصر ترین حاشیہ ۲۲۵ نمبر ہے۔ (۶)۔ حاشیہ کی ایک قدیم قسم " التعلیق " یا التعلیقات" ہے جن کی اہمیت اور افادیت کو جدید تحقیق نے بھی تسلیم کیا ہے۔ فنی اعتبار سے حواشی اور التعلیقات میں کوئی قابل ذکر فرق نظر نہیں آتا،

تاہم لغات میں یہ فرق کچھ واضح ہوتا ہے۔ حواشی عربی کے لفظ " حاشیہ" کی جمع ہے لغت میں اس کے مختلف معانی ہیں۔ مثلاً " کنارہ، گوٹ، سنجاف، کتاب یا ورق کے چاروں طرف خالی حصہ، شرح جو کسی کتاب کے متن سے باہر لکھی جائے۔ (۷)۔ اسی لغت میں تعلیق کے معانی یوں بیان ہوئے ہیں۔

ایک چیز کو دوسری چیز سے متعلق کرنا، لٹکانا، دیر لگانا، ایک قسم کا خط جو ایرانی لکھتے ہیں۔ ملتوی کرنا، مشابہت" (۸)۔ لغت کی ایک اور کتاب (۹) میں " التعلیق" کا معانی لکھا ہے "کتاب کا حاشیہ" یہ لغت حاشیہ کے بارے میں لکھتی ہے "گوٹ کنارہ، اہل وعیال اپنے خاص لوگ، کتاب کا حاشیہ، یہ تمام معانی المنجد (۱۰) نے بھی بیان کئے ہیں۔ ایک اور معروف لغت (۱۱) میں یہی معانی بیان ہوئے ہیں۔

"کتاب یا ورق کے چاروں طرف کا کنارہ، کپڑے کا کنارہ، لکھتے ہوئے صفحہ کا چاروں طرف کا کنارہ، نوٹ، فٹ نوٹ، شرح کی شرح، شال، رومال اور قالین وغیرہ کے گرد کناروں پر بنے ہوئے بیل بوٹے تعلیق کے بارے میں لکھا ہے " لٹکانا، کسی چیز کو دوسری چیز سے متعلق کرنا " (۱۲)۔ مذکورہ بالا لغوی بحث کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ مقاصد کے اعتبار سے یہ مترادف الفاظ ہیں جیسا کہ المنجد میں مذکور ہے کہ حاشیہ کتاب دونوں کو شامل ہے۔ معانی کا یہ باہمی اشتراک تمام لغات نے بیان کیا ہے صرف الفاظ کا فرق دیکھنے میں آتا ہے۔ تاہم کہا جاسکتا ہے کہ التعلیق اس تشریح کو کہتے ہیں جو موضوع سے متعلق ہو جبکہ حاشیہ موضوع دونوں کو شامل ہے۔ عام طور پر حواشی متن کے نیچے اسی صفحہ پر لکھے جاتے ہیں جبکہ التعلیقات متن کے آخر میں دیئے جاتے ہیں۔ بعض مفسرین نے کتب حدیث کے التعلیقات علیحدہ کتب کی شکل میں بھی مرتب فرمائے ہیں۔ سید مظفر حسین برنی نے " اقبال " کے تمام خطوط کو تاریخ وار " کلیات مکاتیب اقبال" (۱۳) کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ آپ نے کلیات کے آخر میں مفصل حواشی اور التعلیقات تحریر فرمائے ہیں۔ عام تحقیق کتب اور نمبروں میں حواشی اور تعلیقات کو متن کے آخر میں یکجا بھی بیان کردیاجاتا ہے۔ حواشی والتعلیقات کہیں رکھ لیجئے مقاصد دونوں کا ایک ہی ہے۔ البتہ ایک اضافی کام حاشیہ سے لیاجاتاہے یہ دراصل حوالہ ہے کہ " حاشیہ میں ان کتابوں، تحریروں، دستاویزات وغیرہ کا اعتراف کیاجاتا ہے جن سے کوئی مصنف استفادہ کرتا ہے۔ اس سے تصدیق مواد میں مدد ملتی ہے اور اگر کوئی چاہے تو مواد تک رسائی بھی آسان ہوجاتی ہے (۱۴)۔

ایک مقصد اور بھی بیان کیا جاتا ہے۔ " توضیح معانی ومطالب اور اضافی مواد بہم پہنچانا (۱۵)۔ بہرحال حواشی والتعلیقات کا سب سے بڑا مقصد معانی اور مطالب کی تشریح ہے۔ جو متن سے متعلق ہوتی ہے اور جس کے بغیر متن کی تفہیم میں مشکل پیش آسکتی ہے۔ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی اردوادب اور اقبالیاتی ادب کے معروف محقق ہیں۔ اقبالؒ پر آپ ایک بہت بڑا حوالہ تسلیم کیے جاتے ہیں۔

" خطوط اقبال" بھی آپکی ایک عمدہ ترتیب ہے اپنے اسی مجموعہ کی ایک خصوصیت بیان کرتے ہیں۔ جس سے حواشی والتعلیقات کے مقاصد اور ان کی اہمیت وافادیت پر روشنی پڑتی ہے۔ " خط کے متن میں اگر کسی شخصیت ۔ تحریک، کتاب یا مسئلے کا ذکر آیا ہے، تو حواشی میں اختصار کے ساتھ اس کا تعارف کرادیا ہے اور مبہم اشارات کی قدرے وضاحت کردی ہے۔ بعض مقامات پر حواشی قدرے طویل ہوگئے ہیں مگر مکاتیب کی تفہیم کیلئے ایسا ہونا ناگزیر تھا۔ ممکن ہے علماء اقبال ان حواشی کو غیر ضروری تفصیل قرار دیں مگر میرے پیش نظر وہ عام قارئین ہیں جن کے لئے حواشی اور تعلیقات کے بغیر خطوط کے بعض مقامات کو سمجھنے میں دقت پیش آسکتی ہے۔ سابقہ مجموعوں میں بجز مکتوبات اقبال بنام نذیر نیازی" اور " مکاتیب اقبال بنام گرامی" کے کسی بھی مجموعے میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ہمیں متعدد مقامات کو سمجھنے میں الجھن پیش آتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حواشی و تعلیقات کی اہمیت اور قدروقیمت میں اضافہ ہوتا جائیگا" (۱۶)۔

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حواشی والتعلیقات کا بنیادی مقصد قارئین تک کسی بھی تحریر کا مکمل مفہوم پہنچانا ہے خواہ وہ کسی کتاب سے ہو، کوئی دستاویز ہو یا کوئی خط، حواشی کی ضرورت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب مضامین ادق اور ضروری ہوں، مثلاً مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کی اکثر کتب متکلمانہ رنگ لئے ہوئے ہیں (۱۷)۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں اسلام کو نقل کے علاوہ عقل سے ثابت کرنے کی ضرورت ہے، مشاہدے اور تجربے سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے لیکن عوام تو کیا خواص بھی حضرت کی کتب سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کرسکتے۔ یہاں تک کہ ان کتب کو نئے سرے سے مع حواشی والتعلیقات کے شائع کیا جائے۔ پھر آپ کے خطوط (۱۸) کو یک جاکر کے ان پر حواشی تحریر کیے جائیں۔ اکابرین دیوبند علمی اصطلاحوں میں گفتگو کرتے ہیں جن کو سمجھنا ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ ہاں ان سے مزید غلط فہمی اور بدگمانی کا شکار ہوسکتے ہیں جیسا کہ حضرت نانوتویؒ کی شاہکار کتاب " تحذیرالناس" (۱۹) کے ساتھ ہوا۔ اللہ کی قدرت دیکھئے اس کتاب کی شرح (۲۰) بھی لکھی گئی ہے تو یہ شرح بھی شرح کی محتاج ہے۔ انتصارالاسلام (۲۱) اور قبلہ نما (۲۲) جیسی کتب کے مضامین حواشی والتعلیقات کے منتظر ہیں اگر آپ کی کتب کی تسہیل نہ لکھی گئی تو بہت جلد یہ کتب بے اعتنائی کا شکار ہوکر نایاب ہوجائیں گے۔ اور مسلمان ایک بہت بڑے علمی سرمایہ سے محروم ہوجائیں گے۔ طبقہ دیوبند کے علماء کی توجہ سی اور طرف ہے وہ نئی تحقیقات تو لارہے ہیں لیکن " کتابیں اپنے ابا کی " (۲۸) کے مصداق اپنے بزرگوں کی کتب سے بے نیاز ہوئے جاتے ہیں۔ اسلامی روایات کا تسلسل اور بقا بھی تو دارالعلوم

دیو بند کا ایک مقصد ہے پھر کیا ہوا کہ اس رشتہ کو مضبوط نہیں کیا جارہا۔ اگر یہ کام کسی میرے جیسے خام اور نابختہ ذہن سے ہوسکتا تو اور بات تھی لیکن آپ جانتے ہیں کہ " یہ سنگ گراں ہم سے اٹھایا نہ جائیگا " وہ بات دوسری ہے کہ عاشق لوگ پہاڑوں کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوتے ہیں۔

تیشہ گر بنگ زد ایں چہ مقام گفتگو است　　　عشق بدوش می کشد ایں ہمہ کوہسار را (۲۴)

لیکن یہ تو صرف بات ہی ہے نا، آپ جانتے ہیں بات سے بات تو نکل آتی ہے لیکن صرف بات سے بات نہیں بنتی اس کے لئے کام کرنا پڑتا ہے جو آپ حضرات بہتر طریقے پر کرسکتے یہی وجہ ہے کہ عوام الناس کو جب بھی کوئی دینی و علمی احتیاج درپیش ہوتی ہے تو وہ علماء دیوبند کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں اور آپ ان کو مایوس نہیں کرتے۔ (انشاء اللہ)

حواشی

(۱)۔ سعید الدین ڈار، پروفیسر، " تحقیق میں حوالہ جات اور اقتباسات " مسولہ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات " مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد (۱۹۸۶، ص ۱۳۴) (۲)۔ یہ تفسیر ۱۹۱۶ء میں دہلی سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ بعدازاں لاہور اور کراچی سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ مکتبہ الحسن، لاہور نے بھی اسے بڑے سائز میں شائع کیا ہے۔ (۳)۔ ترجمہ شیخ الہند کا ہے اور حاشیہ حضرت شبیر احمد عثمانی نے تحریر کیا ہے۔ دارالتصنیف، کراچی نے حضرت شیخ الہند کے مقدمے کے ساتھ شائع کی ہے۔ (۴)۔ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، ص ۱۳۴ (۵)۔ مولانا مودودیؒ اس کو ترجمہ نہیں کہتے بلکہ " آزاد ترجمانی " کا نام دیتے ہیں۔ دیکھئے دیباچہ تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، اشاعت پنجم ۱۹۸۵ء جلد اول، ص ۲۔ (۶)۔ تفہیم القرآن، جلد اول، ص ۲۱۹ تا (۷) فیروز الدین، مولوی (مرتب)، فیروز اللغات (اردو جامع) ۱۹۸۳ء ص ۵۶۰ (۸)۔ ایضاً ۳۶۵

(۹)۔ عبدالحفیظ بلیاوی (مولانا) مصباح اللغات، مقبول اکیڈمی، لاہور، سن ندارد، ص ۵۷۳ (۱۰) لوئیس معلوف، المنجد، مترجمین عبدالصمد صارم الازہری، مولانا نور احمد قاسمی وغیرہ، دارالاشاعت کراچی، اشاعت دوم ۱۹۶۰ء، ص ۲۵۵

(۱۱)۔ نور الحسن نیرّ، مولوی۔ نور اللغات۔ مقبول اکیڈمی۔ لاہور جلد دوم، ص ۷۴۴ (۱۲) نور اللغات، حصہ دوم، ص ۲۰۵

(۱۳) اردو کے خطوط کی تین جلدیں، اردو اکادمی، دہلی سے متعدد بار شائع ہوچکی ہیں۔ ان میں ۲۸ فروری ۱۹۹۸ء سے دسمبر ۱۹۳۴ء تک کے ۱۱۵۹ خطوط ملتے ہیں۔ (۱۴)۔ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء، ص ۲۷۰ (۱۵)۔ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات، ص ۱۳۵ (۱۶)۔ رفیع الدین ہاشمی ڈاکٹر خطوط اقبال، مکتبہ خیابان ادب، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۲۳، ۲۴۔ (۱۷)۔ عبدالرشید ارشد، بیس بڑے مسلمان۔ مکتبہ الرشید، لاہور، اگست ۱۹۸۳ء، ص ۳۹۔ (۱۸)۔ تصفیۃ العقائد، فیوض قاسمیہ اور اسرار قرآنی جیسی کتب اور رسائل میں

(بقیہ ص۵۱ پر)